# قرآنی علم و فہم کا درجہ حکمت

(قسط ۵)

مولانا محمد تقی امینی

"احسن تقویم" میں نور فطری و ذوقِ طبعی کے خواص سے جو معنوی صورت (نیچرل کانسٹی ٹیوشن) ترکیب پائی ہے اس کا نام شاکلہ اور جبلت ہے۔ قرآن حکیم میں دونوں کا تذکرہ "معنوی صورت" ہی کے مفہوم میں ہے چنانچہ

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ہر ایک اپنی "شاکلہ" پر کام کرتا ہے[1]

لفظ "شاکلہ" شاکل کی مؤنث ہے جس کے لغوی معنیٰ مثل، نظیر، مشابہت، مسلک، مذہب طریقہ وغیرہ ہیں۔[2]

عربی محاورہ ہے

| | |
|---|---|
| لست علی شکلی ولا علی شاکلتی | تو میرے مسلک اور میرے طریقہ پر نہیں ہے |
| فیہ شبہ وشاکل من ابیہ | اس میں اپنے باپ سے مشابہت ہے۔ |
| ھٰذا علی شاکلۃ ابیہ ای شبھہ | یہ اپنے باپ کے مشابہ ہے۔ |

قرآن حکیم کی اصطلاح میں "شاکلہ" اس پیدائشی بناوٹ یا معنوی صورت کو کہتے ہیں جو نور فطری اور ذوق طبعی کے خواص سے ترکیب پاتی ہے اور سعادت وشقاوت دونوں قوتوں کی حامل ہوتی ہے۔ راغبؒ اصفہانی کہتے ہیں :-

| | |
|---|---|
| علی شاکلتہ ای سجیتہ | اپنی شاکلہ پر یعنی اس بناوٹ پر جس |
| التی قیدتہ و ذلك ان | کا تونے اس کو مقید کیا۔ کیونکہ |
| سلطان السجیۃ علی الانسان | انسان پر بناوٹ کی حکومت |

---

لہ بنی اسرائیل آیت ۸۴

ﷺ محمد مرتضیٰ زبیدی، تاج العروس و دیگر کتب لغت

| | |
|---|---|
| قاهر [1] | غالب ہے۔ |

"سجیة" کے معنی خلقت، طبیعت اور ملکہ ہیں

| | |
|---|---|
| هی الملکة الراسخة فی | "سجیة" نفس میں ایک مضبوط |
| النفس التی لایقبل الزوال | ملکہ ہے جو آسانی سے زوال قبول |
| بسهولة [2] | نہیں کرتا ہے۔ |

روح المعانی میں سید محمود آلوسیؒ بغدادی نے بھی "شاکلہ" کے یہی معنی بیان کئے ہیں [3] قاضی بیضاوی کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| کل واحد یعمل علی طریقته | ہر شخص اس طریقہ پر عمل کرتا ہے جو |
| التی تشاکل جوهر روحه | جوہر روح اور مزاج بدن کی حالتوں |
| واحواله التابعة لمزاج بدنه [4] | سے مشابہت رکھتا ہے۔ |

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| علی شاکلته ای طریقته التی | اپنے اس طریقہ پر عمل کرتا ہے جس |
| جبل علیه [5] | پر اس کی جبلّت کی گئی ہے۔ |

"شاکلہ" کے اور بھی معنی بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً

(۱) وہ طریقہ اور مسلک جو ہدایت و ضلالت میں اس کی حالت کے مشابہ ہے۔ [6]
(۲) وہ عادتیں جن پر انسان کی پیدائش ہوتی ہے [7]
(۳) وہ طریقہ اور روش جس پر انسان کی پیدائش ہوتی ہے۔ [8]

یہ سب معنی شاکلہ کے اصطلاحی مفہوم سے لئے گئے ہیں جو اس کے خلاف نہیں ہیں۔

جبلّت کا ذکر اس آیت میں ہے۔

---

[1] راغب اصفہانی المفردات فی غرائب القرآن [2] زبیدی۔ تاج العروس فصل السین
[3] محمود آلوسی بغدادی روح المعانی بنی اسرائیل آیت ۸۴ [4] قاضی ناصرالدین بیضاوی تفسیر بیضاوی بنی اسرائیل آیت ۸۴ [5] ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ باب اختلاف الناس فی جبلتهم المستوجبة۔
[6] محمد طاہر پٹنی مجمع البحار و قاضی بیضاوی تفسیر بیضاوی بنی اسرائیل آیت ۸۴۔ [7] احکام القرآن

| | |
|---|---|
| وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ | ڈرو تم اس سے جس نے تم کو پیدا |
| الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ[1] | کیا اور اگلی مخلوق کی جبلّت کو پیدا کیا۔ |

جبلّت کے لغوی معنی خلقت، طبیعت، اصل اور اس حالت کے ہیں کہ جس پر بنایا گیا ہے[2] مفہوم کے لحاظ سے جبلّت اور شاکلہ دونوں ایک ہی ہیں

| | |
|---|---|
| ای المجبولین علی احوالهم | وہ جن کی پیدائش ان احوال پر ہوئی |
| التی بنوا علیها و سبلهم | جن پر وہ بنائے گئے اور ان راستوں |
| التی قیضوا السلوکها المشار | پر ہوئی جن پر چلنا مقرر کیا گیا اللہ کے |
| الیها بقوله تعالیٰ "قُلْ كُلٌّ | قول "قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِهٖ" |
| یَّعْمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِهٖ"[3] | میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ |

تاج العروس زبیدی کی بھی یہی عبارت ہے[4] اور روح المعانی (محمود آلوسی) میں یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں یہی مراد ہے۔

| | |
|---|---|
| اللّٰهم انی اسئلك من خیرها | اے اللہ میں آپ سے اس عورت |
| وخیر ما جبلتها علیه واعوذ | کی بھلائی اور ان چیزوں کی بھلائی |
| بك من شرها وشر ما | مانگتا ہوں جن کو آپ نے اس کی |
| جبلتها علیه[6] | بناوٹ میں رکھا اور پناہ مانگتا ہوں |

اس عورت کے شر اور ان چیزوں کے شر سے جن کو آپ نے ان کی بناوٹ میں رکھا۔

---

(تسلسل) للجصاص، ج۔۲۔ بنی اسرائیل آیت ۸۴ ۵ ابو حیان اندلسی البحر المحیط بنی اسرائیل آیت ۸۴۔

[1] سورۂ شعراء آیت ۱۸۴ [2] ابن منظور لسان العرب سعید الخوری الشرتونی اجنانی اقرب الموارد [3] راغب اصفہانی المفردات فی غریب القرآن [4] زبیدی تاج العروس فصل الجیم مع اللام۔ [5] محمود آلوسی روح المعانی سورۂ شعراء آیت ۱۸۴ [6] ابو داؤد کتاب النکاح باب جامع النکاح

موقع کے لحاظ سے مذکورہ آیت میں جبلّت کے دوسرے معنی بھی بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً عدد کثیر، جماعت کثیرہ دس ہزار کی جماعت۔ اگلی مخلوق وغیرہ[1] لیکن اصل مفہوم خلقت، طبیعت، بناوٹ کا لحاظ سب میں پایا جاتا ہے۔

اس تشریح سے ظاہر ہے کہ مفہوم کے لحاظ سے شاکلہ اور جبلّت دونوں ایک ہیں اور دونوں کا مفہوم انسان کی وہ پیدائشی بناوٹ یا معنوی صورت (نیچرل کانسٹی ٹیوشن) ہے جو نورِ فطری اور ذوقِ طبعی کے خواص سے ترکیب پاتی اور سعادت و شقاوت دونوں قوتوں کی حامل ہوتی ہے۔

یہی انسانی جبلّت ہے جو پیدائش عمل کی قوتِ محرّکہ بنتی ہے اور جس میں انسانی خصوصیات ابتداء ہی سے موجود ہوتی ہیں۔ اس سے یہ نظریہ غلط ہو جاتا ہے کہ انسان میں پیدائش عمل کی قوتِ محرّکہ حیوانی جبلّت ہے جس میں انسانی خصوصیات حیوانیت سے ارتقاء کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوئی ہیں جیسا کہ اس کی تردید زندگی کے ابتدائی خطاب اور ہابیل و قابیل، آدمؑ کے دو بیٹوں کی سرگذشت سے اوپر ہو چکی ہے اور خطاب و سرگذشت سے بھی پہلے خلافتِ آدم کے واقعہ سے مزید تردید ہوتی ہے۔ چنانچہ خلافت کے لئے آدمؑ کا انتخاب، علم کے ذریعہ مقابلہ کے امتحان میں کامیابی، نتیجہ میں فرشتہ جیسی مخلوق کا عجز و اعتراف، آدمؑ کو مسجودِ ملائک بنانا، شیطان کو راندۂ درگاہ کرنا، آدمؑ و حوّاء کو ٹریننگ کے لئے جنّت میں رکھنا، درخت کے قریب جانے سے روکنا۔ خلاف ورزی کی صورت میں فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ[2] (ظالموں میں سے ہو جاؤ گے) کی وعید سنانا۔ توبہ کی طرف متوجہ ہونا، دعا و استغفار کے کلمات سکھنا، توبہ قبول ہونا اور جنت سے روانگی کے وقت ان باتوں سے آگاہ کرنا،

(۱) انسان سے شیطان کی دشمنی جاری رہے گی۔ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ[3]
(تم انسان و شیطان ایک دوسرے کے دشمن ہو گے)

---

[1] ابن جریر طبری جامع البیان فی تفسیر القرآن سورۂ شعراء آیت ۸۴ و محمود آلوسی، روح المعانی سورہ شعراء آیت ۸۴ [2] بقرہ آیت ۳۵ [3] بقرہ آیت ۳۶

(۲) دنیا میں ایک مدت معینہ تک رہنا ہے (ہمیشہ نہیں رہنا)
(۳) اس مدت میں وہاں کی چیزوں سے فائدہ اٹھانا ہے (بیکار نہیں رہنا ہے)

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ[1] — تمہارے لئے ایک مدت معینہ تک زمین میں رہنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔

یہ سب انتظام و اہتمام ان خصوصیات کو ظاہر کرتے ہیں جو ابتداء ہی سے انسان میں موجود تھیں، کسی ارتقاء کے نتیجہ کی محتاج نہ تھیں۔

اسی طرح جنت سے روانگی کے پہلے ہی مرحلہ میں ہدایت و ضلالت، تذکرہ، رہنمائی کے لئے روشنی (وحی) بھیجتے رہنے کا وعدہ اور روشنی کی قدر شناسی و ناقدری پر اچھے برے نتائج سے آگاہی بجائے خود اس بات پر دلالت کے لئے کافی ہیں کہ سعادت و شقاوت کی دونوں قوتیں پیدائشی بناوٹ ہی میں پیوست ہیں بعد کے کسی ارتقاء کا نتیجہ نہیں ہیں۔ چنانچہ

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ..................الخ

"ہم نے کہا تم سب یہاں سے اترو اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے تو ان کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو کفر کریں گے اور جھٹلائیں گے میری آیتوں کو وہی دوزخ والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(باقی آئندہ)

---

[1] بقرہ آیت ۳۶